ولایت نکاح میں مبتلیٰ بہ کا دائرہ اختیارات کے مختلف پہلو کا شرعی و تحقیقی جائزہ

Legal and factual review of various aspects of the jurisdiction of the victim in Wilayat Nikah

Sada ul Haq
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, SBB University Sheringal, Dir Upper
Muhammad Tufail
Ph.D. Research Scholar, Department of Islamic Studies, SBB University Sheringal, Dir Upper

ABSTRACT

Just as worldly affairs are unable to be completed and brought to the top in the best way without a head and a supervisor. Similarly, in religious affairs, there must be an Amir and a supervisor. And when a matter is a combination of both religious and worldly matters. That matter will suffer a lot of chaos and decay due to not being a supervisor and responsible. Among these matters, marriage is at the top. And the role of guardian in marriage has been mentioned in the Qur'an.

If "t" (read with pres) in these verses, the authority to marry has been given to the saints.

In this way, this option is also mentioned in the holy hadiths. If the marriage was not performed under the supervision of a guardian, then that marriage is not valid. The guardian's authority in the marriage does not mean that the guardian can marry the woman anywhere and in any way he wants and regardless of good or bad, so just as the saints have an important role in the marriage, so does the girl in the marriage. The key role. Therefore, in some blessed verses, the title of marriage has been given to women. And in blessed hadiths, boys and girls have been addressed and their opinions have been given importance. And without the consent of the girl and the boy, the Holy Prophet gave the authority to maintain and annul the marriage.

A detailed discussion on the above issues will be presented in the said research paper.

Key Words: *Wilayat Nikah, jurisdiction of the victim, various aspects, Sharia analyses*

نکاح میں ولی کے اختیارات:

دنیاوی معاملات میں کسی بھی شعبہ میں سربراہ اور نگران اور مسؤل کا ہونا لازمی امر ہے۔ورنہ دنیا کا ہر شعبہ انتشار اور زوال کا شکار ہو گا۔اس طرح نکاح سماجی اور معاشرتی زندگی کا ابتدائی مرحلہ ہے اس میں گھر اور خاندان کے سربراہ کا باقاعدہ شرکت اور اس کے حکم کو اہمیت دینا ضروری ہے۔[1]

کیونکہ شادی یا نکاح کرنا معاشرتی زندگی کا نقطہ اغاز ہے، لھذا اس ابتداء کو خوش اسلوبی، سماجی اور معاشرتی تقاضوں کو بروئے کار لاکر پائے تکمیل تک پہچایا جائے۔

نکاح میں ولی کے اختیار کے بارے میں قران کے آیات مبارکہ:

لھذا نکاح میں ولی کے اختیارات کو قران نے واضح طور پر بیان کیا ہے۔

وَلا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ. [2] ترجمہ: مشرک عورت جب تک مسلمان نہ ہو ان سے شادی نہ کرو۔

امام ابن حزمؒ مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں "ولا تنکحوا" میں 'ت' کو پیش کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ اور خطاب بھی اولیاء کو ہے۔اور اس کا مفعول ثانی محذوف معنوی ہے۔الھذا علامہ ابن حزمؒ نے اس ایت سے استدلال کر کے ثابت کر دیا ہے۔کہ نکاح میں ولی کی اجازت لازمی ہے اور خطاب بھی عورتوں کے اولیاء سے ہے۔امام جعفر بن حسینؒ نے بھی یہی بات فرمائی کہ نکاح ولی کے جازت کے بغیر درست نہیں اور درجہ بالا ایت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عورت کے نکاح کے بارے میں اولیاء زیادہ حق رکھتے ہیں۔[3]

مصنفہ ابن منیبہ نے کتاب "مفرور لڑکیوں کا نکاح" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتی ہیں کہ علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں۔کہ عورت کے نکاح کے معاملہ کو تکمیل تک پہنچانا اولیاء کا حق ہے۔[4]

دوسری آیت وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ۔[5] ترجمہ: غیر شادی شدہ لوگوں کی شادی کرو۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں۔ کہ ایت میں جس طریقہ پر الفاظ کی ترتیب رکھی گئی ہے اس میں اصلاح اور حفاظت کو مدنظر رکھا گیا۔ کہ عورتوں کی حفاظت اور معاشرے کی اصلاح اس امر میں مضمر ہے کہ اولیاء کے ذریعے نکاح قائم کرو۔[6]

امام شوکانیؒ بھی عورت کے خود سے نکاح نہ کرنے کے قائل ہیں۔[7]

تیسری آیت "واذاطلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن۔[8]

لأن ضميرطلقتم للمطلقين وضميرتعضلواللأولياء لأن الجميع راجع إلى جهة واحدة وهي جهة المخاطبين من المسلمين لاشتمالهم على الصنفين۔[9]

ترجمہ: جب طلاق یافتہ عورتیوں کی عدت ختم ہو جائے تو ان کو نکاح سے نہ روکو۔ طلقتم کی ضمیر مطلقین کی طرف ہے اور تعضلوا کی ضمیر اولیاء کی طرف ہے۔ کیونکہ تمام ضمیروں کا مرجع ایک (مخاطبین) ہے اور وہ دو صنفوں میں تقسیم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ آیت آدمی کے متعلق نازل ہوئی۔[10]

امام بغویؒ فرماتے ہیں کی سورۃ بقرۃ کی ایت 232 اس بات کی واضح دلیل ہے کہ عورت نکاح میں ولایت کے طور پر حصہ نہیں لے سکتی۔[11]

امام طبریؒ فرماتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی کے بغیر نکاح درست نہیں۔[12]

علامہ ابن حجرؒ فتح الباری میں کتاب النکاح سورۃ بقرۃ کی ایت 232 کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ معاملہ نکاح میں ولی کی رضامندی لازمی ہے، اور ان ائمہ کرام کی واضح اور ٹھوس دلیل ہے۔[13]

سبل السلام میں علامہ صنعانیؒ فرماتے ہیں۔

کہ عورتوں کے نکاح کے بارے میں اختیارات اولیاء ہی کو حاصل ہیں۔ اگر عورتوں کا اختیار ہوتا تو کھل کر اس کے بارے میں آیت نازل ہوتی۔ لیکن متعدد ایات اولیاء کے حق کے بارے میں نازل ہوئی جو کی اس امر کی دلیل ہے کہ ولایت نکاح صرف اولیاء کو ہے۔ اور بعض ایات میں نکاح کی نسبت جو عورتوں کی طرف ہے جیسے "حتیٰ تنکح زوجا غیرھا" ان میں بھی ولی کی اجازت سے نکاح منعقد ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ مذکورہ ایت کے نزول کے بعد آپ ﷺ یہ حکم صادر فرماتے کہ عورتوں کے نکاح اولیاء کے اختیارات میں نہیں۔[14]

فَالْأَمْرُ لِلْأَوْلِيَاءِ دَالٌّ عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ لِلْمَرْأَةِ وِلَايَةٌ فِي النِّكَاحِ،وَلَقَدْ تَكَلَّمَ صَاحِبُ نِهَايَةِ الْمُجْتَهِدِ عَلَى الْآيَةِ بِكَلَامٍ فِي غَايَةِ السُّقُوطِ فَقَالَ الْآيَةُ مُتَرَدِّدَةٌ بَيْنَ أَنْ تَكُونَ خِطَابًا لِلْأَوْلِيَاءِ أَوْ لِأُولِي الْأَمْرِ۔[15]

ترجمہ: اولیاء کو حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ نکاح میں عورتوں کا کوئی اختیار نہیں۔ اور صاحب نہایۃ المجتھد نے اس ایت کے بارے میں یہ رائے قائم کی ہے کہ یہ آیت اس بات میں متردد ہے کہ یہ خطاب اولیاء کو ہے یا اولی الامر کے لئے۔

چوتھی آیت:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ۔[16]

زوجناكهادليل على ثبوت الولي في النكاح۔[17]

ترجمہ: اے نبی ﷺ وہ عورتیں اپ کے لئے حلال کر دی گئی جن کا مہر اپ نے ادا کیا ہے یا آپ کے ملکیت میں ہے۔ آیت میں "زوجناكها "نکاح کے ولی ہونے پر دلیل ہے۔ امام قرطبیؒ لفظ "زوجنٰکھا "کی تشریح کرتے ہوئے رقم طراز ہے۔ کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ عام عورتوں سے نکاح کے لئے ولی کی ضرورت ہے۔[18]

نکاح میں ولی کے ختیارات کے بارے میں احادیث مبارکہ:

عن أبي بردة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" لا نكاح إلا بولي. [19]

ترجمہ: ابی بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ولی کے بغیر نکاح مکمل نہیں

عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : لا تزوج المرأة المرأة ولا تزوج المرأة نفسها فإن الزانية هي التي تزوج نفسها۔[20]

ترجمہ: عورت کو دوسری عورت سے نکاح نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی عورت اپنے آپ سے نکاح کرے کیونکہ زانی وہ ہے جو اپنے آپ کا خود شادی کرے۔

حضرت ابو ھریرۃ رضی اللہ فرماتے ہیں عورت کو دوسری عورت سے نکاح نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی عورت اپنے آپ سے نکاح کرے کیونکہ باغی عورت وہ ہے جو اپنے آپ کا خود شادی کرے۔[21]

ابن عباس رضی اللہ نے بھی ثیبہ کے بارے میں ولی کے اختیار کے نہ ہونے کو روایت کیا ہے۔[22]

عن عائشة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لا نكاح الا بولي وأيما امرأة نكحت بغير ولى فنكاحها

باطل باطل باطل فان لم يكن لها ولي فالسلطان ولي من لا ولي لها۔[23]

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نکاح صرف ولی ہی کے ذریعے منعقد ہو گیا اور اگر کسی کی نکاح ولی کے بغیر ہو جائے اس کا یہ نکاح باطل ہے۔ اگر کسی کا ولی نہیں تو سلطان اس کا ولی ہے۔

- حدثني معقل بن يسار المزني ،قال كانت لي أخت تخطب إلي وأمنعها الناس ، حتى أتاني ابن عم لي فخطبها إلي فزوجتها إياه فاصطحبها ما شاء الله أن يصطحبها ثم طلقها طلاقا له الرجعة ، ثم تركها حتى انقضت عدتها ، ثم جاءني يخطبها مع الخطاب فقلت يا لكع خطبت إلي أختي فمنعتها الناس ، وخطبتها إلي فآثرتك بها وأنكحتك فطلقتها،ثم لم تخطبها حتى انقضت عدتها ، فلما جاءني الخطاب يخطبونها جئت تخطبها،لاَ والله الذي لاَ إله إلاَّ هو لاَ أنكحك أبدا ، قال : فقال معقل : ففيه نزلت هذه الآية إذا طلقتم النساء فبلغن أجلهن) قال وعلم الله حاجتها إليه وحاجته إليها ، فنزلت هذه الآية فقلت: سمعا وطاعة ، فزوجتها إياه وكفرت يميني۔[24]

ترجمہ: معقل بن یسار المزنی سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں، میری ایک بہن تھی لوگ میرے پاس اس کے لئے نکاح کا پیغام بھیجتے تھے، لوگ اس کو منع کرتے تھے۔ یہاں تک کہ میرے چچازاد نے اس کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح کر دیا وہ دونوں وقت گزارتے تھے، لیکن پھر اس کو طلاق رجعی دے دی گئی۔ یہاں تک ان کے درمیاں جدائی ہوئی، اور اس کی عدت بھی گزر گئی۔

پھر وہ میرے پاس پیغام نکاح لے آیا، میں نے کہا: اے لکع، میں نے اپنی بہن سے نکاح کیا اور لوگوں نے اسے منع کیا۔ اور میں نے اس کی منگنی اپ سے کی اور اس نے تم پر احسان کیا اور میں نے اس کا نکاح اپ سے کیا تو اپ نے اسے طلاق دے دی، پھر اس نے اس سے منگنی نہیں کی یہاں تک کہ اس کی عدت ختم ہو گئی۔ جب میرے پاس یہ خط آیا کہ میں اسے نکاح کر رہا ہوں تو میں اس سے نکاح کرنے آیا ہوں،

میں نے کہا کہ نہیں، خدا کی قسم، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تم سے اس کی کبھی شادی نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا: معقل نے کہا: اس میں یہ آیت نازل ہوئی: اگر تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انہیں ان کے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو اگر وہ آپس میں حسن سلوک کے ساتھ راضی ہوں۔ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت اور اس کی ضرورت کو معلوم تھا، چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی اور میں نے کہا: میں سنتا اور مانتا ہوں، اس لیے میں نے اس سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے میری قسم کا انکار کیا۔

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو بیاضہ، ابوہند سے نکاح کرلو۔ حالانکی وہ حجام کے کام کرتا تھا۔ مذکورہ روایت میں خطاب اولیاء کو ہے۔[25]

نکاح میں ولی کے اختیارات کے بارے میں صحابہ کرام کی اراء:

حضرت عمر کے دور خلافت میں عورت کا بغیر ولی کے نکاح کو ختم کیا جاتا تھا اور نکاح کرنے والی کو سزا دی جاتی تھی۔[26]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس بات کے سخت مخالف تھے کی ایک عورت کسی کا نکاح یا اپنی نکاح بغیر ولی کے کرے۔ اپ سے عرض کیا گیا کہ ایک لونڈی دوسرے لونڈی کا نکاح کرسکتی ہے تو آپ نے اس کا انکار کردیا۔[27]

آپ کا یہ قول بھی منقول ہے کہ "بغیر ولی کے اجازت کے عورت کا نکاح درست نہیں"۔[28]

عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ نکاح کا زمام ولی یا سلطان کے حوالہ کریں۔[29]

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ بوقت نکاح چار افراد کی شرکت لازمی ہے۔ ولی، شوہر، دو گواہ۔[30]

عبداللہ بن عباس کا قول ہے۔ "جو عورتیں ولی کے بغیر نکاح رچالیتی ہے ان کا یہ کام حرام ہے"۔[31]

حضرت علی کا قول منقول ہے۔ "لا تشهد المرءة يعنى الخطبةُ ولا تنكح "۔

ترجمہ: عورت کے لئے یہ بات درست نہیں کہ خطبہ اور نکاح میں شریک ہوجائے۔[32]

نکاح میں ولی کے اختیارات کے بارے میں فقہاء کی رائے:

امام مالکؒ کا قول: بدایۃ المجتھد میں ابن رشد لکھتے ہیں۔

فذهب مالک الی انہ لا یکون نکاح الا بولی وانها شرط فی الصحۃ ۔

امام مالک کے نزدیک ولی کی اجازت نکاح کی درستگی کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ ولی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہے۔[33]

امام شافعیؒ کا قول: امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔ ان العقد بغير ولی باطل۔ ترجمہ: ولی کے بغیر عقد نکاح باطل ہے۔[34]

امام احمد بن حنبلؒ کا قول: امام ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں۔

ولی کے بغیر عورت کا نکاح صحیح نہیں ہے، اور عورت اپنے اور اپنے علاوہ کسی دوسرے کے نکاح کی مجاز نہیں۔[35]

حسن بصریؒ کا قول:

ابن التیمی اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں حسن بصریؒ سے عرض کی کہ ہمارے قریب ایک ایسی عورت موجود ہے۔ جس کے اولیاء میں سے کوئی بھی موجود نہیں لھذا آپ حکم فرمادیں تاکہ اس کا نکاح ہو جائے۔ تو حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عورت کا ولی کے بغیر نکاح درست نہیں، تو میں نے عرض کی کیا قاضی اس کا ولی بن سکتا ہے تو فرمایا ہاں قاضی ولی بن سکتا ہے۔[36]

نکاح میں بالغ لڑکے اور بالغ لڑکی کے اختیارات:

عورت کے لئے ولی کی شرط کا یہ مطلب نہیں کی ولی جہاں چاہے اور جہاں مرضی ہو زیر ولایت لڑکی کا نکاح کرے اور ولی کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے لڑکی کی زندگی داؤ پر لگادیں۔ بلکہ شریعت نے بالغ لڑکی کی رضامندی اور اجازت کو بھی نکاح کے لئے شرط قرار دیا ہے۔ لھذا لڑکی چاہے باکرہ ہو یو شوہر دیدہ نکاح کے وقت ان سے اجازت لینا ضروری ہے۔ بصورت دیگر لڑکی کو عدالت جانے اور نکاح فسخ کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس بارے میں چند روایت قابل مطالعہ ہے۔

تسآمر الیتیمۃ فی نفسھا فان سسکتت فھو اذنھا وان ابت فلا جواز علیھا۔[37]

ترجمہ: کنواری عورت سے اس کے نکاح کے لئے پوچھا جائے گا اگر وہ خاموش رہے تو یہ اس کی اجازت مانا جائے گا، اگر وہ انکار کرے تو اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا

لا تنکح الایم حتی تسامر ولا تنکح البکر حتی تستاذن قالوا یا رسول اللہ وکیف اذ نھا ؟قال ان تسکت۔**[38]**

ترجمہ: بیوہ کے نکاح سے پہلے اس سے مشورہ کیا جائے اور باکرہ کے نکاح سے پہلے اس سے اجازت لی جائے، لوگوں نے کہا، کہ باکرہ کی اجازت کس طرح ہوتی ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کی خاموشی اس کی طرف سے اجازت ہے۔

حضرت خنساء بنت خذام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بیوہ تھی اور میرے والد نے میرا نکاح میرے اجازت کے بغیر کر لیا۔ اور وہ مجھے پسند بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے شکوہ کیا تو آپ نے میرا نکاح فسخ کرادیا۔[39]

حضرت قاسمؒ فرماتے ہیں کہ جعفرؒ کی اولاد میں سے ایک عورت کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ اس کا ولی اس کا نکاح وہاں کرنا چاہتا ہے جہاں اس کو پسند نہیں۔ چنانچہ اس نے قبیلہ انصار کے دو بزرگوں یعنی عبدالرحمٰن اور مجمع بن جاریہ کو اپنے اس خطرے کو آگاہ کیا، ان دونوں نے اسے تسلی دی کہ تم ڈرو نہیں کیونکہ خنساء بنت حذام کا نکاح اس کے والد نے وہاں کر دیا تھا جہاں اسے پسند نہیں تھا۔ تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس نکاح کو فسخ قرار دے دیا تھا۔[40]

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے۔ کہ ایک نوجوان کنواری لڑکی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے والد نے میرا نکاح کر دیا۔ مگر مجھے یہ نکاح پسند نہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اسے اختیار دیا۔[41]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ کہ "ایک نوجوان لڑکی میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ میرے باپ نے میرے ذریعہ اپنی ذلت مٹانے کے لئے اپنے بھائی کے بیٹے کے ساتھ میرے نکاح کر دیا ہے۔ لیکن مجھے یہ نکاح پسند نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بٹھایا، تو جب اپ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ کو پورا واقعہ سنایا۔ آپ ﷺ نے اس لڑکی کے والد کو بلایا اور اس کے سامنے اس کا معاملہ اس لڑکی کی رضامندی کے ساتھ مشروط کر دیا۔ اس پر وہ لڑکی کہنے لگی ۔" کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں اپنے والد کے کئے ہوئے اس نکاح کو برقرار رکھتی ہوں۔ میں نے اس لئے آپ سے مسئلہ پوچھا تھا کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ نکاح کے معاملے میں لڑکی کی رضامندی بھی شامل ہے کہ نہیں۔[42]

ایک روایت میں ہے۔ کہ جب اللہ کے رسول ﷺ نے اس لڑکی کو اختیار دیا تو وہ کہنے لگی۔

قد اجزت ما صنع ابی ولکن اردت ان تعلم النساء ان لیس الی الآباء من الامر شئ ۔[43]

ترجمہ: میں اپنے والد کے کئے ہوئے اس نکاح کو برقرار رکھتی ہوں، میں تو اس لئے اپ ﷺ کے پاس آئی تھی تا کہ میں دیگر عورتوں کو باخبر کر سکوں کہ نکاح کے معاملے میں سارا اختیار اولیاء ہی کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔

بالغ لڑکے اور بالغہ لڑکی کے نکاح کے اختیارات کے بارے میں ائمہ کرام کے رائے مختلف نقل کی گئی ہے:

حنابلہؒ اور شوافعؒ کے قول کے مطابق عاقلہ بالغہ لڑکی کو کسی بھی صورت میں نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔

جبکہ علماء احناف ایسی لڑکی جو عاقلہ بالغہ ہو کچھ باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے نکاح کا اختیار دیتے ہیں۔ جن میں کفو کا خیال رکھنا اور اور وقاحت اور رسوائی سے بچنا ہے۔

علامہ ابن نجیم المصریؒ فرماتے ہیں۔

نفذ نکاح الحرة مکلفة بلا ولی لانها تصرفت فی خالص حقها و هی من اهلها لکونها عاقلة بالغة۔۔وانما یطالب الولی بالتزویج کی لا ینسب الی الوقاحة۔[44]

ترجمہ: آزاد اور بالغہ عورت کا کیا ہوا نکاح نافذ ہو گا کیونکہ اس نے اپنے حق کا استعمال کیا کیونکہ وہ عاقلہ اور بالغہ ہے۔ البتہ اس کو چاہئے کہ رسوائی سے بچنے کے لئے اولیاء سے اجازت لے لیں۔

علامہ مرغینانیؒ لکھتے ہیں:

وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها و ان لم ینعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا۔[45]

ترجمہ: عاقلہ بالغہ عورت کی نکاح اس کے ولی کے بغیر بھی منعقد ہو گا، چاہے وہ باکرہ ہو یا ثیبہ۔

عاقل بالغ لڑکے اور لڑکی کو ایک دوسرے کو نکاح کے لیے پسند کرنا دونوں کا حق ہے۔ رب لم یزل فرماتے ہیں۔ "**فانکحوا ما طاب لکم من النساء**" اپنے پسند کے عورتوں سے شادی کرو، اور ائمہ کرام کا اتفاق بھی اسی پر ہے۔ البتہ ائمہ کرام کے اقوال اس وقت مختلف ہو جاتے ہیں۔ جب اغراض و مقاصد کی بات سامنے آجائے اگر ولی لڑکے یا لڑکی کا نکاح آپس میں کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت بھی لڑکے اور لڑکی کو پسند اور ناپسند کا اختیار حاصل ہے۔ اس طرح لڑکا یا لڑکی ولی سے نکاح کرانے کا مطالبہ کرے ان کا مطالبہ پورا کرنا لازمی ہے۔[46]

اس قول اور اتفاق کو نقل کرتے ہوئے صاحب فتاویٰ محمودیہ نے تبیین الحقائق اور علامہ شامی کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں، اس قول کے خلاف فتویٰ دینا درست نہیں۔[47]

جبکہ صاحب در مختار میں یہ بات واضح ہے۔ اگر بالغہ عورت ولی کے اجازت کے بغیر تو اس کا نکاح درست اور نافذ العمل ہو گا

۔[48]

ولی اور بالغ لڑکے اور لڑکی کے اختیارات کا تقابلی جائزہ:

ولی کے اختیارات کے بارے میں ائمہ ثلاثہؒ کے اقوال اور ان کا جائزہ لینا اور پھر امام ابو حنیفہؒ کے اقوال اور احادیث کی پوری تفصیل بیان کرنا ہو گا۔

تقابلی جائزہ لینے سے پہلے ان اقوال کو ذکر کیا جائے گا۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُم ۔[49]

ترجمہ: اور اپنی عورتوں کے نکاح مشرک مردوں سے کبھی مت کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ مشرک تمھیں بہت پسند ہو۔

"مذکورۃ ایت مبارکہ اس امر پر بطور نص دلیل ہے۔ کہ ولی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا، اس طرح امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں۔ کہ نکاح کا انعقاد بذریعہ ولی ہونا اللہ کی کتاب میں مذکور ہے پھر انہوں نے "ولا تنکحو المشرکین" آیت کریمہ پڑھی۔[50]

"ولا تنكحوا" خطاب مردوں سے ہے۔ کہ تم اپنی لڑکیوں کو مشرکوں کے نکاح میں نہ دو۔ اس ایت میں عورتوں کو یہ امر نہیں دی جارہی کہ تم خود ان کی نکاح میں نہ جاؤ۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کا نکاح مردوں "اولیاء" کے ذریعے سے ہونا چاہیے۔[51]

"یہ حکم "عورتوں" کے اولیاء یا حکام کو دیا گیا ہے۔ جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ عورتوں کو مشرک مردوں سے نکاح نہ کرنے دو"۔[52]

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ [53]

ترجمہ: جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں۔ تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیر تجویز شوہروں سے نکاح کر لیں۔ جب کہ وہ معروف طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے۔ کہ معقل بن یسار کی بہن کو ان کے خاوند نے طلاق دے دی پھر عدت کے پورا ہو جانے کے بعد وہ دونوں آپس میں دوبارہ نکاح کرنے پر راضی ہو گئے۔ تو معقل بن یسار نے اپنی بہن کا نکاح دینے سے انکار کر دیا۔ اس آیت

میں اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ سمجھا دیا کہ عورت کے ولی کا حق اس کے نکاح کے انعقاد میں موجود ہے۔ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ مردوں کو منع نہ کرتا۔

اولیاء کو خطاب کرنے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حق ولایت اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے رکھا ہے۔[54]

مذکورہ آیت ولی کے ولایت و اختیارات کو واضح کرنے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اور اگر ولی کی ولایت و اختیارات نہ ہوتا تو اس کو منع کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتا۔ اور اس کی شان نزول اس کی واضح دلیل ہے۔ کہ اگر معقل کی بہن کے لئے اپنا نکاح خود کرنا جائز ہوتا۔ تو وہ اپنے بھائی کی محتاج نہ ہوتی، اور اختیار جس کے ہاتھ میں ہو، اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسی نے اس کو روک دیا۔[55]

مذکورہ آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ اولیاء کے اجازت کے بغیر نکاح کرنا درست نہیں۔

اس لئے کہ معقل بن یسار کی بہن مطلقہ تھیں۔ اور اگر ولی کے بغیر نکاح اس کے اختیار میں ہوتا تو وہ اپنا نکاح خود کر لیتی اور اپنے ولی معقل کی ضرورت محسوس نہ کرتی۔ اور اس آیت کریمہ میں "فلا تعضلو هن" میں خطاب اولیاء کو ہے نکاح میں عورت کی رضامندی کے باوجود معاملہ مردوں پر موقوف ہے۔[56]

احادیث مبارکہ:

- عن عائشہؓ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکا حھا باطل ... فان اشتجروا فالسلطان ولی من لا ولی لھا۔[57]

ترجمہ: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو عورت بھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، اس کا نکاح باطل ہے... پس اگر جھگڑا ہو تو جس عورت کا ولی نہ ہو تو سلطان اس کا ولی ہے۔

- عن ابی موسیٰ عن ابیہ قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لا نکاح الا بولی۔[58]

ترجمہ: ابو موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ولی کے بغیر کوئی نکاح جائز نہیں ہے۔

نکاح میں لڑکے اور لڑکی کے اختیارات کا جائزہ:

موجودہ سوسائٹی میں خاندانی سطح پر بہت سی خاندانی مسائل کے وجوہات یہ ہوتے ہیں۔ کہ ذمہ داریوں اور دوسروں کے حقوق وجذبات کا پروا نہیں رکھا جاتا۔ اور اگر کسی کو اپنی ذمہ داری کا پتہ بھی ہو۔ تو ان کی پاسداری کا پورا حق ادا نہیں کیا جاتا۔ ماں باپ کے حقوق اپنی جگہ ضروری ہیں۔ لیکن اس کی پاسداری کرتے ہوئے شوہر پر اس کی اہلیہ اور اولاد کے حقوق بھی خیال رکھنا بھی لازمی ہے۔ شریعت کسی بھی مسئلہ میں دونوں فریقوں کو برابر کا حقوق دیتی ہے۔ لھذا عقوق الوالدین صرف اُس صورت میں لازم آتی ہے۔ جب شریعت کے مقرر کردہ حقوق کی پاسداری نہ کی جائیں۔ یا اُن کے ادب واحترام میں کمی کی جائے یا اُن کی جسمانی اور ذہنی خدمت میں کمی کی جائے۔ یہی والدین کا حق اور اولاد کی ذمہ داری ہے۔ شریعت نے والدین اور اولاد کے فرائض وحقوق میں انصاف قائم کیا ہے۔ اور شریعت اور اسلام کسی بھی انسان کے رائے اور حق کو دبا کر تلف نہیں کرتا۔

یہ بات سچ ہے کہ نکاح کے معاملات میں اولیاء کو اپنی اولاد پر ان کی رضامندی کے خلاف زبردستی کا حق حاصل نہیں ہے۔ اگر وہ ان پر زبردستی کرے اور وہ اس کی بات نہ مانے تو اس سے ان کی نافرمانی شمار نہیں ہوگی بلکہ ماں باپ زبردستی اپنی بچی یا بچے کا نکاح ان کی اجازت اور مرضی کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ عمل خلافِ شریعت سمجھا جائے گا۔ اگر ایک طرف شریعت نے ناپسندیدہ شادیوں کو ختم کرنے کا اختیار دیا ہے تو دوسری طرف جس شریعت نے پسند کی شادی کا ملکیت بھی دی ہے، لہٰذا لڑکے اور لڑکی کو نکاح سے انکار کرنے کا اختیار شریعت نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ[59]

ترجمہ: اپنی پسند کی لڑکیوں سے شادی کرو۔

اس آیت میں پسند کے مطابق شادی کا حق لڑکے اور لڑکی کو دیا گیا ہے۔اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے -

جَاءَتْ فَتَاةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ أَبِي زَوَّجَنِي ابْنَ أَخِيْهِ يَرْفَعُ بِي خَسِيْسَتَهُ. فَجَعَلَ الْأَمْرَ إِلَيْهَا، قَالَتْ: فَإِنِّي قَدْ أَجَزْتُ مَا صَنَعَ أَبِي وَلَكِنْ أَرَدْتُ أَنْ تَعْلَمَ النِّسَاءُ أَنْ لَيْسَ لِلْآبَاءِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ.[60]

ترجمہ: ایک لڑکی دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور مدعا پیش کیا۔ یارسول اللہ! میرے والد نے اپنی مفلسی کو ختم کرنے کے لئے میری شادی میرے چچازاد سے کی ہے۔ آپ ﷺ نے اس لڑکی کو نکاح برقرار رکھنے یا فسخ کرنے کا اختیار دیا۔ تو اس لڑکی نے

کہا کہ مجھے یہ نکاح منظور ہے۔ بس میں عورتوں کو یہ بات سمجھانا چاہتی تھی کہ والدین اپنے بچوں کے نکاح کرنے میں اپنی من مانی نہیں کر سکتے۔

مذکورہ حدیث کو اگر ایک محقق کے نظر سے دیکھا جائے تو اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ زبردستی شادیوں کی ایک اہم وجہ قرابت داروں میں شادیاں بھی ہیں۔ کبھی کبھار اولیاء کی آرزو ہوتی ہے۔ کہ چچازادوں اور پھوپھی زادوں کا آپس میں نکاح ہو، تاکہ دولت ومال اپنے ہی کاندان میں تقسیم ہو۔ رشتہ داری کا یہ خیال رکھنا اور دل میں ان کے لیے نیک تمنا رکھنا ایک اچھی سوچ ہے۔ لیکن اس کے لئے اپنے بچوں کی مستقبل کو داؤ پر لگانا اور ان کو ایک ایسی جگہ بھیجنا جو ان کے مرضی کے بالکل خلاف ہو درست نہیں۔ کیونکہ اکثر اس جیسے نکاح میں علیحدگی ہو جاتی ہے،۔ خاص طور پر اگر دوریاں اولاد کے پیدائش کے بعد ہو جائے۔ تو اس کے نتائج مزید خطرناک ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ شریعت نے cousins marriages کی تائید نہیں کرتی۔ حضور ﷺ کا فرمان اقدس ہے۔

لا تَنْكِحُوا الْقَرَابَةَ الْقَرِيْبَةَ، فَإِنَّ الْوَلَدَ يُخْلَقُ ضَاوِيًا.[61]

ترجمہ: اپنے بچوں کو خطرناک بیماریوں سے بچانے کے لئے قرابت داروں میں نکاح سے دور رہو۔

رشتہ داروں میں نکاح کرنا حرام نہیں ہے، اور حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنھم کے زمانے میں بہت سی شادیاں قریبی رشتہ داروں میں ہوئیں جس پر کثیر مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ صرف medical reasons کی بناء پر ایسی نکاح کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی۔

اس طرح عمر رضی اللہ عنہ نے سائب قبیلے کے لوگوں سے فرمایا۔

قَدْ أَضْوَأْتُمْ فَانْكِحُوْا فِي النَّزَائِعِ.[62]

ترجمہ: اپنے بچوں کو لاعلاج بیماریوں سے بچانے کے لئے خاندان کے عورتوں سے شادی کرنے سے بچو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کی ہے۔

إِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَتْ أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.[63]

ترجمہ: ایک باکرہ لڑکی نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ وہ اپنے ناپ کے کئے ہوئے نکاح کو پسند نہیں کرتی۔ تو حضور ﷺ نے اس کو کو اختیار دی۔

3- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم رَدَّ نِكَاحَ بِكْرٍ وَثَيِّبٍ أَنْكَحَهُمَا أَبُوهُمَا، وَهُمَا كَارِهَتَانِ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نِكَاحَهُمَا.[64]

ترجمہ: حضور ﷺ نے والد کے کئے ہوئے نکاح کو رد کیا جس پر لڑکی (باکرہ/ ثیبہ) راضی نہ تھی۔

4- حضرت عطاء بن ابی رباحؒ سے روایت ہے۔

فَرَّقَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ امْرَأَةٍ زَوْجِهَا وَهِيَ بِكْرٌ، أَنْكَحَهَا أَبُوهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ.[65]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ایک بالغہ عورت اور اس کے خاوند کے مابین تفریق کروادی کیونکہ اس کے باپ نے (اپنی مرضی سے) اس کا نکاح کیا تھا اور وہ اس خاوند کو ناپسند کرتی تھی۔

اس طرح دوسری آیات مبارکہ بھی ہے۔ جن میں نکاح کا خطاب عورتوں کو دیا گیا ہے، اور علماء احنافؒ نے اس کو ترجیح دی ہے۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔[66]

ترجمہ: جب عورتیں اپنی عدت پوری کرے تو اگر عورتیں اپنی ذات کے معاملات خود طے کریں تو (اولیاء) پر کوئی الزام نہیں ۔

فَإِن طَلَّقَهَا فَلاَ تَحِلُّ لَهُ مِن بَعْدُ حَتَّىَ تَنكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ۔[67]

ترجمہ: تین طلاق کے بعد عورت پہلے شوہر کے لئے تب جائز ہو گی جب وہ کسی اور سے شادی نہ کرے۔

فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْاْ بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ۔[68]

ترجمہ: جب لڑکا اور لڑکی باہم نکاح کرنے پر خوش ہو تو ان کو نکاح سے نہ روکھو۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليہ وسلم الايم احق بنفسها من وليها والبكر تستامر واذنها سكوتها وفى رواية الثيب احق بنفسها من وليها۔[69]

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے، بیوہ اپنے نکاح کرنے کا خود مالک ہے۔ جبکہ کنواری کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے، اور ثیبہ ولی کے مقابلے میں اپنے نکاح کرنے کو زیادہ اختیار مند ہے۔

جاء ت امراة الیٰ رسول الله فقالت ان ابى انكحنى رجلا وانا كارهة فقال رسول الله صلى الله عليہ وسلم لا بيها لا نكاح لک، اذهبى فانكحى من شئت۔[70]

ترجمہ: ایک لڑکی حضور ﷺ سے عرض کیا میری نکاح میرے مرضی اور پسند کے خلاف کی گئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے اس کو اپنی پسند کے نکاح کی اجازت دے دی اور اس کے باپ سے کہا، کہ اپ کو اتنا اختیار نہیں۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليہ وسلم ليس للولى مع الثيب امر [71]

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ثیبہ عورت پر اولیاء کا کوئی اختیار ثابت نہیں۔

ان ثبوتوں پر تحقیق کرنے سے یہ معلوم تاہے، کہ دونوں طرح کے دلائل مضبوط ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ

کیا شریعت نے ہی دو مخالف حکم دیئے ہیں؟ یا ایک ناسخ اور دوسرا حکم منسوخ ہے؟ یا کیا دونوں حکموں کو ملا کر شارع کا فیصلہ اچھی طرح قابل عمل ہو سکتا ہے؟

پہلی بات تو بالکل ناممکن ہے۔ کیوں کہ پوری شریعت شارع کی حکمت کاملہ کا شاہ کار ہے اور شارع سے دو متضاد احکام کا صدور نا ممکن ہے۔

دوسری شق بھی ناقابل فہم ہے کیوں کہ نسخ کا کوئی ثبوت یا نفی موجود نہیں ہے۔

تقابلی جائزہ

اس طرح تیسری ہی صورت بن جاتی ہے اور ہمیں اس کی تحقیق کرنی چاہیے۔ البتہ دونوں طرف کے دلائل جمع کر کے شارع کا جو منشا ایک محقق سمجھ سکتا ہے وہ زیب قرطاس کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

- عقد نکاح میں بنیادی کردار مرد اور اولیائے عورت کے بجائے نکاح کرنے والا مرد اور نکاح کرنے والی عورت ہیں، اسی وجہ سے ایجاب وقبول نکاح کرنے والا مرد اور نکاح کرنے والی عورت کے درمیان ہوتا ہے۔
- عاقلہ بالغہ لڑکی (چاہے باکرہ ہو یا شوہر دیدہ) کا نکاح اس کی اجازت اور مرضی کے بغیر منعقد نہیں ہو سکتا، خواہ نکاح کرنے والا والد ہی کیوں نہ ہو۔ جب تک نکاح میں عورت کی طرف سے رضامندی نہ ہو، اس میں سرے سے ایجاب ہی منعقد نہیں ہوتا۔
- البتہ شارع بھی عورتوں کو کھلم کھلا اختیار نہیں دیتا کہ وہ جس طرح چاہیں۔ اپنے اولیا کی اجازت کے خلاف اپنے قوم میں ایسا داماد کی حیثیت سے شریک کریں۔ کیونکہ جہاں تک عورت کے نکاح کی بات ہے، شریعت نے اس کے نکاح کے لیے اس کی اپنی خوشی اور اختیار کے ساتھ اس کے ولی کی مرضی کو بھی لازمی قرار دیا ہے۔ نہ عورت کے لیے درست ہے کہ وہ اپنے ولی کی خوشی اور اجازت کے بغیر جہاں چاہے اپنا نکاح خود رچالے، اور نہ ولی کے لیے جائز ہے کہ عورت کی اجازت کے بغیر اس کا نکاح جہاں چاہے کر دے۔
- اگر کوئی ولی کسی لڑکی کا نکاح خود کرے تو وہ عورت کی اجازت پر موقوف رہے گا، وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے تو نکاح بر قرار رہے گا، انکار کرے تو پھر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے۔ عدالت معلوم کرے گی کہ نکاح پر لڑکی خوش ہے یا نہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ عورت کو نکاح خوش نہیں ہے تو عدالت اسے ختم کر دے گی۔
- اب اگر کوئی لڑکی اپنے اولیاء مرضی کے بغیر اپنا نکاح خود کر لے، تو اسکا نکاح اولیاء کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ ولی اجازت دے دے تو نکاح بر قرار رہے گا۔ اور اگر اجازت نہ دے تو یہ معاملہ بھی عدالت میں جانا چاہیے۔ عدالت تحقیق کرے گی کہ ولی کے اعتراض وانکار کی اصل وجہ کیا ہے۔ اگر وہ حقیقتاً قابل فہم وجوہات کی بناپر اس لڑکے کے ساتھ اپنے زیر ولایت لڑکی کا رشتہ قبول نہ کرتا ہو تو یہ نکاح ختم کر دیا جائے گا۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ عورت کا نکاح کرنے میں اس کا ولی خاص مخواہ کو تاہی کر تارہا۔ یا کسی غلط مقاصد کی وجہ سے اس کو مؤخر اکر رہا ہو اور عورت اس کے اس رویہ سے محفوظ ہونے کے لئے اپنا نکاح خود کر لیا تو پھر اس ولی کو سیئۃ الاختیار گر دانہ جائے گا۔ اور عدالت اس نکاح کو بر قرار رکھنے کا حکم صادر کرے گی۔

ولایت نکاح کے بارے میں عدالتی فیصلوں کا تحقیقی مطالعہ:

ظفر علی راجا نے اپنے کتاب "پسند کی شادی اسلام اور قانون" جو کہ 200 سوالات کے جوابات پر مبنی ہے۔ اس میں عدالتی فیصلے بھی جمع کی ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ 40 پر ایک عنوان پسند کی شادی اور والدین یا ولی کی اجازت پر رقم طراز ہے۔

سنہ 1979 میں پاکستان میں حدود اور قوانین کا نفاذ کیا گیا۔ جس کے بعد اسلامی سزاوں کا اغاز ہوا، لھذا اس کے ساتھ یہ مقدمہ زور وشور کے ساتھ شروع ہوا کہ فریقین کی رضامندی سے قائم ہونے والی جنسی تعلقات کو بھی سخت سزا دی جائے۔ اور اس بے راہ روی کو روکنے کے لئے والدین اور اولیاء نے پسند کی شادی کرنے والے جوڑوں کے خلاف اغوا اور زنا کے مقدمات درج کر دئے۔

لھذا ان مقدمات کو بہت اہمیت کا حامل گردانہ گیا۔

کہ والدین کی رضامندی اور پسند کی شادی کے درمیان قانونی رشتہ اور اس کی اہمیت کیا ہے ؟

اسلام والدین کے رضامندی کے بغیر منعقد ہونے والی شادیوں کو جائز قرار دیتی ہے یا نہیں ؟

اس سوال کے جواب میں عدالتی فیصلوں اور جوابوں کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔

کوڈ آف اسلامک لاء کے مطابق فقہاء میں امام ابو حنیفہؒ اور شیعہ مسلک کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ لڑکا یا لڑکی اپنے والدین یا ولی کے اجازت کے بغیر شادی کرنے کے اہل ہیں۔[72]

اگر دور کی ولی نے کسی لڑکی کی شادی کر دی اور بعد میں قریب والے ولی نے اجازت دے دی تو یہ نکاح درست اور قانونی حیثیت رکھے گی، بشر طیکہ اس قریب والے ولی سے زیادہ کوئی قریب ولی نہ ہو۔[73]

لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس احمد سعید اعوان نے رضیہ بی بی بنام ایس ایچ او کیس میں یہ فیصلہ سنایا کی نوجوان لڑکیوں کا والدین کے مرضی کے خلاف شادی کر لینا خاندانی اور اخلاقی اقدام کے منافی تو ہو سکتا ہے۔ لیکن قانونی طور پر ایسی شادیوں کو ناجائز قرار دینا درست نہیں۔ لھذا پسند کی شادی کرنے والے جوڑوں کو محض اس بنیاد پر کی ان کا یہ اقدام اخلاقی اقدار کے خلاف ہے انہیں شادی جیسے جائز اور قیمتی حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔[74]

اگر ان عدالتی فیصلوں کا دوسرا رخ بھی دیکھا جائے تو عدالت نے کبھی یہ فیصلہ سنایا ہے۔

1996 میں جسٹس عبد الحفیظ چیمہ نے پسند کے شادی کے بارے میں دو ورٹ درخواستواں میں عائشہ اعجاز بنام ایس ایچ او اور شبینہ ظفر بنام ایس ایچ او وغیرہ میں یہ فیصلہ سنایا کہ شریعت کی روشنی میں کسی بھی مسلمان لڑکی کے لئے ضروری ہے۔ کہ نکاح کرتے وقت ولی کی اجازت اور رضامندی کا خیال رکھے اور اگر ولی کے اجازت کے بغیر شادی رچالی تو اسلامی قوانین کے سبب وہ نکاح باطل قرار پائے گی۔

اور اس فیصلے کے تائید کے لئے 1940 میں کئے گئے ایک فیصلے کا سہارا بھی لیا گیا جس میں یہ فیصلہ سنایا گیا کہ دولہا یا ولی اور دولھن یا اس کا ولی ایک ہی نشست میں شادی کی رضامندی کا اظہار کرے اس وقت دو بالغ گواہ بھی موجود ہو۔[75]

جسٹس عبد الحفیظ چیمہ اپنے فیصلے پر لمبی بحث یہ فیصلہ سنایا کہ ایک مسلمان لڑکی ولی کے رضا اور اجازت کے بغیر اپنی پسند کی شادی کرنے کا اختیار نہیں رکھتی۔ لھذا ولی کے اجازت اور مرضی کے بغیر اس نے شادی کرلی تو قانون کے نظر میں باطل اور غیر ضروری قرار دی جائے گی۔ اس فیصلہ کے نتیجے میں جسٹس صاحب نے تیرہ سال اور 9 ماہ کی عائشہ اعجاز اور 19 سالہ شبینہ ظفر کے پسند کی شادیوں کو غیر قانونی قرار دے کر ان جوڑوں کے خلاف قائم حدود آرڈننس کے تحت زنا کے مقدمات درج کر کے یہ قرار دیا کہ پولیس ان کے خلاف جاری تفتیش کو پورا کرے اور حدود کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانے میں آزاد ہے۔

اس فیصلے کے کچھ مدت بعد جسٹس چیمہ کے فیصلے کے بالکل برعکس نجمہ طارق لو میرج کیس میں لاہور ہائی کورٹ کے جج مسٹر ایم ایس زبیر نے قرار دیا کہ بعض راسخ العقیدہ مذہبی دانشوروں کی رائے ہے کہ لڑکی اپنے والدین کے مرضی کے بغیر شادی نہیں کر سکتی لیکن آئین کا دفعہ 25 اور 35 کا جائزہ لیا جائے تو لڑکی کا اپنے سرپرستوں (ولی) پر انحصار کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے ،لھذا عاقل بالغ لڑکی اپنے پسند کی شادی کرنے میں آزاد ہے۔[76]

اس طرح ایک اور کیس میں ایک علمی بحث کا اغاز ہوا کہ "ایک مسلمان عاقل بالغ لڑکی کی شادی میں ولی یا والدین کا کیا کردار ہے"؟

اس سلسلے میں اسلامی حلقوں کی طرف سے شد و مد کے ساتھ یہ استدلال پیش کیا گیا کہ ایک کنواری مسلمان لڑکی اپنے ولی کی اجازت اور مرضی کے خلاف اپنی پسند سے شادی نہیں کر سکتی۔ اور اگر وہ ایسا کرتی ہے۔ تو نہ صرف یہ کہ ایسی شادی سرے سے منعقد ہی نہیں ہوگی بلکہ ایسی لڑکی کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت زناء کاری کا مقدمہ بھی درج ہونا عین قرین انصاف ہے۔ اور مزید یہ کہ ایسی شادی کے نتیجے میں ہونے والے اولاد بھی قانونی اولاد تصور نہیں کی جاسکتی۔

صائمہ کیس کی سماعت کے لیے فل بنچ تشکیل دیا گیا جس میں جسٹس احسان چوہدری صاحب، جسٹس خلیل رمدے صاحب اور جسٹس ملک محمد قیوم صاحب شامل تھے، اور تمام تر مواد اور استدلالات کو جانچنے اور پرکھنے میں فل بنچ کے جج صاحبان تقریبا گیارہ ماہ تک مصروف رہے اور کیس کی سماعت کے دوران ولی کے مسئلہ پر فیصل ہونے والے مقدمات کا حوالہ بھی دیا گیا۔ جسٹس احسان الحق چوہدری نے اپنے فیصلہ میں اس بات کی تائید اور پر زور دعویٰ کیا کہ گھر سے بھاگ کر والدین کے مرضی کے خلاف پسند کی شادی کرنے والے لڑکا اور لڑکی کی شادی جائز اور قانونی نہیں مانا جاسکتا۔

چونکہ کیس کی سماعت فل بنچ کر رہا تھا، اور فل بنچ کا اصول یہ ہوتا ہے کہ جس جانب ججوں کی اکثریت اپنی رائے کا اظہار کرے وہی رائے مؤثر فیصلے کے طور پر قبول کی جاتی ہے اور قانونی اثر رکھتی ہے۔

لھذا جسٹس احسان الحق چوہدری کے رائے سے باقی دو ججوں نے اختلاف کیا اور یہ فیصلہ کیا کہ پسند کی شادی کو ولی کے اجازت سے مشروط کرنا اسلامی فقہ سے ثابت نہیں۔ لھذا پسند کی شادی کو غیر قانونی یا ناجائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

جسٹس ملک محمد قیوم نے اپنے فیصلے میں تحریر کیا کہ وہ جسٹس احسان الحق چوہدری کے رائے سے متفق ہیں کہ معاشرے میں اسلامی اقدار کی حفاظت اور خاندان کے تقدس کے ساتھ وابستہ روایات کی پاسداری کرنا بہت ضروری ہے، اور یہ بات بھی قابل مذمت ہے۔ جو لڑکے اور لڑکیاں گھروں سے بھاگ کر شادی رچالیتے ہیں اور یہ ہمارے معاشرتی قدروں سے یکسر تضاد رکھتی ہیں۔ اور اس کی بھرپور مذمت کرنی چاہئے، اور جہاں والدین یا ولی کی اجازت اور رضامندی کی بات ہے میں اپنی پوری کوشش کے باوجود ایسا قاعدہ کلیہ تلاش نہ کرسکا جس کو بنیاد بنا کر ایک عاقل بالغ لڑکی کا اپنے ولی یا والدین کے رضامندی اور اجازت کے بغیر نکاح ناجائز اور غیر قانونی قرار دیا جائے، البتہ حالات اور کیفیات کی جانچ پڑتال کے اس قسم کے مقدمات کا فیصلہ عدالت اپنی صوابدید استعمال کرکے کرسکتی ہے۔

اس کے علاوہ وفاقی شرعی عدالت امتیاز احمد کیس میں اس نوعیت کے ایک معاملے میں تمام فقہی اور قانونی پہلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرچکی ہے کہ ایک بالغ مسلمان لڑکی اپنے ولی کے اجازت کے بغیر شادی کرنے کا قانونی حق رکھتی ہے۔

پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 203 جی جی کے تحت وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ ہائی کورٹ کے لئے بھی حتمی حیثیت رکھتا ہے۔

مزید یہ کہ وفاقی شرعی عدالت کے جن معزز ججوں نے یہ فیصلہ کیا ہے ان کی علمیت، اہلیت اور اسلامی فقہ من قابلیت مسلمہ ہے، اور وفاقی شرعی عدالت کی تخلیق کا بنیادی مقصد بھی یہی ہے کہ وہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں معاملات کی تشریح

کرے، لھذا موجودہ سوال جیسے اہم مسئلہ پر میں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلہ کی پیروی کرتے ہوئے قرار دیتا ہوں کہ ولی کے اجازت کے بغیر ایک مسلمان عاقل بالغ لڑکی اگر نکاح کرلے تو وہ جائز اور قانونی ہو گا۔[77]

اس طرح ایک اور فیصلے حوالہ دیتے ہوئے صفحہ 46 پر لکھتے ہیں۔

1981ء میں ایڈیشنل سیشن جج ضلع اٹک نے جرم زناء(نفاذ حدود) آرڈیننس 1979ء کے تحت محمد امتیاز اور اس کے ساتھ پسند کی شادی کرنے والی مسماۃ محمد جان دونوں کو بالترتیب ساتھ سال اور پانچ سال قید اور تیس تیس کوڑوں کی سزا مع جرمانہ سنائی، ایڈیشنل سیشن جج نے یہ فیصلہ سنایا چونکہ شادی ولی کے اجازت کے بغیر ہوئی تھی اس لئے اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں، لھذا دونوں جرم زناء کے مرتکب قرار پاتے ہیں۔

محمد جان اور محمد متیاز نے اس فیصلے کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں اپیل دائر کی، جس کی سماعت سات ججوں پر مشتمل فل بنچ نے کی۔

اس بنچ کے چیئرمین جسٹس آفتاب حسین تھے، دوسرے ججوں میں جسٹس کریم اللہ درانی، جسٹس ظہور الحق، جسٹس پیر کرم شاہ، جسٹس ملک غلام علی اور جسٹس مولانا محمد تقی عثمانی شامل تھے، اور عدالت نے یہ حکم دیا کہ اس نوعیت کے فیصلے کا تفصیلی جائزہ لے کر اس سلسلے میں ختلاف رائے کا ہمیشہ کے لئے حتمی فیصلہ کر دیا جائے۔

لھذا عدالت نے قران و، حدیث، تمام فقہی نقطہ ہائے نظر اور مباحث کا جائزہ لے کر قرار دیا کی فقہ حنفی کے مطابق بالغ عاقل لڑکی اگر ولی کے اجازت کے بغیر اپنی پسند کی شادی کرلے تو وہ جائز اور قانونی ہو گی، شافعی مکتب فکر میں اگرچہ ولی کی رضامندی کو ضروری قرار دیا گیا ہے لیکن محڈن لاء کے مطابق شافعوں کے ہاں بھی اصل رضامندی خود لڑکی کی ہوتی ہے جبکہ ولی اس کی ضامندی کا اعلان کرتا ہے۔ ولی در حقیقت اپنا ختیار لڑکی سے حاصل کرتا ہے لہذا اختیار دینے والی ایک ولی کے بجائے کسی دوسرے ولی کو بھی یہ اختیار دے سکتی ہے، چاہے وہ اس کا دور کا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

فاضل عدالت نے اس فیصلے کے آخر میں ایک اور اہم نکتے کی طرف اشارہ کیا، اور کہا کی اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ لڑکی ولی کی مرضی کے بغیر شادی نہیں کرسکتی لیکن اس کے باوجود ایک لڑکی اور لڑکا نیک نیتی سے ولی کی مرضی کے بغیر شادی کرلیتے ہیں اور ایک دوسرے کو میاں بیوی تسلیم کرلیتے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ زیر بحث کیس جیسے معاملات میں پسند کی شادی کرنے والوں کو شک کا فائدہ نہ دیا جائے۔[78]

خلاصہ

نکاح میں ولی کے اختیارات:

جیسا کہ دنیاوی معاملات سربراہ اور نگران کے بغیر پایہ تکمیل اور بہترین انداز میں عروج تک پہنچانے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دینی امور میں بھی امیر اور نگران کو ہونا لازمی ہے۔ اور جب کوئی معاملہ دینی اور دنیاوی دونوں کا مجموعہ ہو تو وہ معاملہ نگران اور مسئول نہ ہونے سے بہت انتشار اور زوال کا شکار ہو گا۔ ان معاملوں میں نکاح سر فہرست ہے۔ اور نکاح میں ولی کا کردار قران نے ذکر کیا ہے۔ "وانکحو االایامیٰ منکم ،ولا تنکحوا المشرکات حتیٰ یؤمنوا" اگر "ت" (کو پیش کے ساتھ پڑھا جائے) ان ایات میں نکاح کرنے کا اختیار اولیاء کو دیا گیا ہے۔

اس طرح اس اختیار کو احادیث مبارکہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ اگر نکاح ولی کے نگرانی میں نکاح نہیں کیا گیا تو وہ نکاح درست نہیں، جب کوئی عورت خود اپنا نکاح کر دے تو اس کو زانیہ قرار دیا گیا ہے، اور ولی کے بغیر نکاح باطل ہے۔

اگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر نظر ڈالیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بغیر ولی کے نکاح کرنے والی عورت کی نکاح کو ختم کر کے اس کو سزا دی گئی۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت کا اپنا نکاح کرنا درست نہیں۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ ولی کے بغیر نکاح کرنا حرام ہے۔

جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں عاقلہ بالغہ عورت خود اپنا نکاح کر سکتی ہے۔

فقہاء میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں ولی کے بغیر نکاح درست نہیں۔ حسن بصریؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ کا بھی یہی قول ہے۔

نکاح میں بالغ لڑکے اور لڑکی کے اختیارات:

نکاح میں ولی کے اختیار کا یہ مطلب نہیں کہ ولی جہاں اور جس طرح چاہے اور اچھائی اور برائی کا پرواکئے بغیر عورت کا کہیں پر بھی نکاح کر دے، لھذا جس طرح اولیاء کا نکاح میں اہم کردار ہے۔ اس طرح لڑکی کا بھی نکاح میں کلیدی

کردار ہے۔اس لئے بعض آیات مبارکہ میں نکاح کا خطاب عورتوں کو دیا گیا ہے۔اور احادیث مبارکہ میں لڑکے اور لڑکی کو مخاطب کر کے ان کے رائے کو اہمیت دی ہے۔اور لڑکی اور لڑکے کے اجازت بغیر نکاح کو حضور ﷺ نے بر قرار رکھنے اور فسخ کرنے کا اختیار دیا۔اس طرح کہ ایک واقعہ میں حضور ﷺ نے عورت کو نکاح فسخ کرنے کی اجازت دی تو اس پر اس عورت نے کہا۔

قد اجزت ما صنع ابی ولکن اردت ان اتعلم النساء ان لیس للاباء من الامر شئ۔

اقوال فقہاء:

حنابلہؒ،شوافعؒ اور مالکیہؒ کے ہاں عورت کو اپنا نکاح خود کرنے کی اجازت نہیں ہے۔البتہ احنافؒ نکاح کے معاملے میں کچھ شرائط (مہر مثل،کفو) کا لحاظ رکھ کر لڑکے اور لڑکی کو خود اپنا نکاح کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ولایت نکاح کے بارے میں قران ،احادیث اور اقوال فقہاء کا نظر دقیق سے مطالعہ کرنے سے تین باتیں سمجھ آتی ہے۔

شریعت نے دو متضاد حکم دئے اور یہ بعید از فھم ہے،دوسری بات یہ کہ پہلا حکم دوسرے کو حکم منسوخ کرے اس کی وضاحت نہیں ہے،تیسری بات دونوں حکموں میں انطباق ہو سکے۔کہ نکاح میں اولیاء کے بجائے فریقین (مرد اور عورت) کی اجازت اور رضامندی ضروری قرار دیا جائے۔اسی طرح شریعت نہ اولیاء کو کھلم کھلا اجازت دے کر عورت کو اولیاء کی ہر بات ماننے پر مجبور نہیں کرتا۔اور نہ عورت کو مکمل اختیار دے کر اولیاء کو بھلا دیتا ہے۔لھذا دونوں کی اجازت اور رضامندی کو قابل عمل بنایا جائے،اور اولیاء یا مرد / عورت کوئی بھی اپنے دائرہ کار سے مخالفت کر رہا ہو اس کا روک تام کیا جائے۔

عدالتی فیصلہ

ظفر علی راجا اپنے کتاب "پسند کی شادی اسلام اور قانون" میں ولایت نکاح کے بارے میں عدالتی فیصلوں میں جمع کیا ہے،اس میں لکھتے ہیں۔

1979ء میں ایک کیس میں فریقین کے جنسی تعلقات قائم رکھنے پر سخت سزا سنائی گئی،اور اس کے ساتھ والدین اور اولیاء کے اجازت ورضامندی کے بغیر کئے ہوئے نکاح پر بھی مقدمات چلائے گئے۔

لیکن لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس احمد سعید اعوان نے رضیہ بی بی بنام ایس ایچ او کیس میں یہ بات کہہ دیا کہ "اولیاء کے اجازت ورضامندی کے بغیر نکاح خاندانی اور غیر اخلاقی اقدام تو ہے، لیکن قانونی طور پر ناجائز نہیں، لھذا بالغ لڑکے اور لڑکی کو اس حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری طرف 1990ء میں جسٹس عبد الحفیظ چیمہ نے کیس عایشہ اعجاز بنام ایس ایچ او میں اولیاء کے اجازت کے بغیر نکاح کو باطل قرار دیا، اور پسند کی شادی کو غیر قانونی قرار دیا،

لیکن کچھ مدت مدت بعد جسٹس چیمہ نے اپنے اس فیصلہ کے برعکس لو میرج کیس میں لڑکی کا بغیر اولیاء کے نکاح کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

اس طرح ایک اور کیس "صائمہ کیس" جس کی سماعت فل بینچ کر رہا تھا دو تہائی اکثریت کی وجہ سے ولی کے اجازت کے بغیر نکاح کو جائز قرار دیا۔

اور اس طرح دوسرے کیسسز سے معلوم ہوتا ہے، کہ عدالت اولیاء کے بجائے عورت کو زیادہ اہمیت دے کر لڑکی کی اجازت اور رضامندی کو زیادہ فوقیت دیتا ہے۔

خلاصہ اور تجاویز

شریعت نے نکاح کے اختیارات کو بہت اچھے انداز میں تقسیم کیا، اور اولیاء اور نکاح کرنے والے لڑکے اور لڑکی کے اختیارات اور حقوق کی پاسداری کی ہے۔ اس کے سائے میں کچھ سفارشات و تجاویز قلم بند کرتا ہوں۔

1. اولیاء اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھا کر بچوں کی زندگی داؤ پر لگا ان کے مرضی اور اجازت کے بغیر نکاح کبھی نہ کرے۔

2. اس کے ساتھ ساتھ اولاد کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہئے، کہ شریعت نے ان کو اختیار دینے کا یہ مطلب نہیں کہ لڑکی یا لڑکا جس کو چاہے اور جہاں چاہے، اپنے خاندان کا فرد نہ بنائے۔ بلکہ اولیاء اور خاندانی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے جیون ساتھی کا انتخاب کریں۔

3. دونوں فریق (اولیاء یا لڑکا / لڑکی) نے کسی ایک کے مرضی واجازت کے خلاف نکاح کر دی، تو اس کو دشمنی اور انانیت کا مسئلہ بنا کر اپنے زندگی کو مشکلات کے دلدل میں نہیں ڈالنا چاہئے بلکہ اسی کو اللہ کا فیصلہ مان کر اس پر رضامندی اختیار کریں۔

4. عدالت کا یہ عمل قابل تحسین ہے کہ وہ لڑکے اور لڑکی کے باہم رضامندی کے نکاح کو جلد تسلیم کر کے اس حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ لیکن عدالت کو چاہئے کہ ایک ایسا شخص جس نے جوانی پر داؤ پر لگا کر اپنے اولاد کو پڑھایا، ان کے ہر خواہش کا خیال رکھا، لیکن جب اولاد جوان ہوئی تو اپنے ابو جان کے سارے کوششوں کو عدالت کا سہارا لے کر روند ڈالا، اس کے رائے کا خیال رکھنے کو بھی اہمیت دیتے۔

[1] ام عبد منیب، نکاح ولی کی حیثیت، ناشر مشربہ علم وحکمت لاہور 2014، ص 21۔

Umm Abd Muneeb, The Status of Nikah Wali, Publisher of Knowledge and Knowledge, Lahore, 2014, p. 21.

[2] القران الکریم، سورۃ البقرۃ: 221۔

Holy Quran, Surah Al-Baqarah: 221.

[3] حافظ صلاح الدین یوسف، مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں، مکتبہ دار السلام لاہور، سن اشاعت نامعلوم۔

Hafiz Salahuddin Yusuf, Marriage of Runaway Girls and Our Courts, Maktab Dar-ul-Salaam Lahore, year of publication unknown.

[4] ام عبد منیب، نکاح ولی کی حیثیت ص 21، ناشر مشربہ علم وحکمت لاہور 2014۔

Umm Abd Muneeb, Status of Nikah Wali, p. 21, Publisher of Knowledge and Knowledge, Lahore, 2014.

[5] القران الکریم، سورۃ النور: 32۔

Holy Quran, Surah Al-Nur: 32.

[6] ام عبد منیب، نکاح ولی کی حیثیت، ناشر: مشربہ علم وحکمت لاہور 2014، ص 21۔

Umm Abd Muneeb, The Status of Nikah Wali, Publisher of Knowledge and Knowledge, Lahore, 2014, p. 21.

[7] مفرور لڑکیوں کی نکاح بحوالہ ام عبد منیب، نکاح ولی کی حیثیت ص 21، ناشر مشربہ علم وحکمت لاہور 2014۔

Marriage of fugitive girls with reference to Umm Abd Muneeb, the status of Nikah Wali p. 21, Publisher of Science and Wisdom, Lahore, 2014.

[8]القرآن الکریم، سورۃ البقرۃ:232۔

Holy Quran, Surah Al-Baqarah: 232.

[9]احمد الطاہر بن عاشور، االتوفی نامعلوم، التحریر والتنویر، دار سحنون للنشر والتوزیع-تونس-1997م، ج1ص569۔

Ahmad al-Tahir bin Ashour, deceased unknown, al-Tahrir wa al-Tanweer, Dar Sahnun for publishing and distribution - Tunis - 1997, vol. 1 p. 569.

[10]ام عبد منیب، نکاح ولی کی حیثیت، ناشر مشربہ علم وحکمت لاہور2014، ص21۔

Umm Abd Muneeb, The Status of Nikah Wali, Publisher of Knowledge and Knowledge, Lahore, 2014, p. 21.

[11]امام بغوی، حسین بن مسعود، التوفی516ھ، تفسیر معالم التنزیل، مکتبہ و سن اشاعت نامعلوم، ج2ص112۔

Imam Baghwi, Husain bin Masoud, deceased 516 AH, Tafseer Ma'alim al-Tanzil, Muktaba and year of publication unknown, Vol. 2, p. 112.

[12]حافظ صلاح الدین یوسف مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں، مکتبہ دار السلام لاہور، سن اشاعت نامعلوم۔

Hafiz Salahuddin Yusuf, marriage of fugitive girls and our courts, Maktaba Dar ul Salam Lahore, .year of publication unknown

[13]ابن حجر، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن آحمد، الکنانی الشافعی المصری۔ التوفی852ھ، فتح الباری شرح صحیح بخاری، مکتبہ و سن اشاعت نامعلوم، ج9ص94۔

.

[14]حافظ صلاح الدین یوسف مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں، مکتبہ دار السلام لاہور، سن اشاعت نامعلوم۔

Hafiz Salahuddin Yusuf, marriage of fugitive girls and our courts, Maktaba Dar ul Salam Lahore, year of publication unknown.

[15]الصنعانی، ابو ابراہیم، عز الدین، محمد بن اسماعیل بن صلاح بن محمد الحسني، التوفی1182ھ، سبل السلام،، دار الکتب العلمیہ بیروت، سن اشاعت نامعلوم،، باب وجوب الولی فی النکاح، ج4ص463ھ۔

Al-Sanaani, Abu Ibrahim, Izz al-Din, Muhammad bin Ismail bin Salah bin Muhammad al-Hasani, deceased in 1182 AH, Sabul al-Salam, Chapter Wajub al-Wali fi al-Nikah, Volume 4 p. 463 AH.

[16]القرآن الکریم، سورۃ الاحزاب:50۔

Holy Quran, Surah Al-Ahzab: 50.

[17]القرطبي،، تفسیر الجامع لاَحکام القرآن سورۃ السجدۃ، دار عالم الکتب، الریاض، الطبعۃ:1423ھ، ج14ص194۔

Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmad bin Abi Bakr bin Farah Al-Ansari Al-Khazrji, deceased 671 AH, Tafsir al-Jami'e, Surah Al-Sajda,, Riyadh, edition: 1423 AH, vol. 14 p. 194.

[18] حافظ صلاح الدین یوسف، مفرور لڑکیوں کا نکاح اور ہماری عدالتیں، مکتبہ دار السلام لاہور، سن اشاعت نامعلوم۔

Hafiz Salahuddin Yusuf, marriage of fugitive girls and our courts, Maktaba Dar ul Salam Lahore, year of publication unknown.

[19] ابی شیبہ، الحافظ عبد اللہ بن محمد بن أبي شيبة ابراهيم بن عثمان ابن أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي، التوفي سنة 235ھ، مصنف ابن أبي شيبة في الاحاديث والاثار مکتب الدراسات والبحوث في دار الفكر، سن اشاعت نامعلوم، باب النكاح بغير ولي، ج4ص257۔

Abi Shaiba, Al-Hafiz Ibn Abi Bakr bin Abi Shaiba al-Kufi, who died in the year 235 AH, Author of Ibn Abi Shaiba in Al-Ahadith and Works of Studies and Research in Dar al-Fikr, year of publication unknown, chapter on marriage without a guardian. J4 page 257.

[20] الحافظ علی بن عمر، الدار قطنی التوفی سنہ 385ھ، سنن الدار قطني،، دار الكتب العلميہ بيروت، -لبنان، كتاب النكاح، ج3ص227۔

[21] البيهقي، ابو بكر احمد بن الحسين، التوفي 458ھ، السنن الصغرى، مكتبہ دار الباز، مكہ المكرمہ،، سن اشاعت نامعلوم، باب الصغر لا نكاح إلا بولي، ج7ص111۔

Al-Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Al-Hussein, who died in 458 AH, Al-Sunan Al-Sughra, Dar Al-Baz Library, Makkah Al-Mukarramah, The Sunnah of Known Rumors, Chapter of Smallness, There is No Marriage Except with a Guardian, C. 7, p. 111.

[22] الصنعاني، عبد الرزاق، التوفي 211ھ، تفسير القرآن، مكتبہ الرشد الرياض، سن اشاعت نامعلوم، موقع شبكة مشكاة الإسلامية http://www.almeshkat.ne/، ج4ص279۔

Al-Sana'ani, Abd al-Razzaq, Al-Rushd office, Riyadh, the age of rumors of knowledge, the website of the Islamic Meshkat Network, http://www.almeshkat.ne/, part 4, p. 279.

[23] :ابو داود مسند ابی داود الطيالسي، دار هجر - مصر الطبعة: الأولى، 1419ھ، كتاب النكاح باب لا نكاح إلا بولي، ج2ص207۔

Abu Dawud Suleiman bin Dawud bin Al-Jaroud Al-Tayalisi Al-Basri, deceased: 204 AH, Musnad Abi Dawud Al-Tayalisi,, The Book of Marriage, Chapter: There is no marriage but a guardian, vol. 2, p. 207.

[24] أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي البصري التوفي: 204ھ، مسند ابی داود الطيالسي،، دار هجر، 1419ھ، كتاب النكاح باب لا نكاح إلا بولي، ج2ص207۔

Abu Dawud Suleiman bin Dawud bin Al-Jaroud Al-Tayalisi Al-Basri, deceased: 204 AH, Musnad Abi Dawud Al-Tayalisi, Dar Hajar - Egypt Edition: First, 1419 AH, The Book of Marriage, Chapter: There is no marriage but a guardian, vol. 2, p. 207.

[25] النيسابوري، محمد بن عبد الله ابو عبد الله الحاكم التوفي 341ھ، المستدرك على الصحيحين، دار الكتب العلمية -بيروت، الطبعة الأولى، 1411ھ، كتاب النكاح، ج2ص178۔

Al-Nisaburi, Muhammad bin Abdullah Abu Abdullah Al-Hakim, who died in 341 AH, Al-Mustadrak on Al-Sahihain, The Book of Marriage, Vol. 2, p. 178.

[26] شافعی، محمد بن ادریس، المتوفی 204ھ، کتاب الام، الناشر دارالوفاء، سن اشاعت نامعلوم۔

Shafei, Muhammad bin Idris, Dar Al-Wafaa, the age of the rumors.

[27] الصنعانی، عبد الرزاق بن ہمام، المتوفی 211ھ، مصنف عبد الرزاق، الناشر دار التصیل 1436ھ۔

Al-Sanaani, Abd al-Razzaq bin Hammam, who died in 211 AH, compiled by Abd al-Razzaq, the publisher, Dar Al-Tassel 1436 AH.

[28] محمد رواس قلعہ جی، فقہ حضرت عبد اللہ بن عمر، اردو ترجمہ مولانا عبد القیوم، ص883، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، اشاعت 2000ء۔

Muhammad Rawas Qala J, Jurisprudence of Hazrat Abdullah bin Omar, Urdu, translated by Maulana Abdul Qayyum, p. 883, Islamic Knowledge Administration, Mansoura, Publication 2000

[29] عبد اللہ بن عباس، المتوفی 68ھ، فقہ عبد اللہ بن عباس ص726۔

Abdullah bin Abbas, the deceased in 68 AH, Abdullah bin Abbas jurisprudence, pg. 726.

[30] ابی شیبہ، الحافظ عبد اللہ بن محمد بن أبي شيبة ابراهيم بن عثمان ابن أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي، المتوفي سنة 235ھ، مصنف ابن أبي شيبة في الاحاديث والاثار مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر، سن اشاعت نامعلوم، باب النكاح بغير ولي، ج2 ص458۔

Abi Shaybah, Al-Hafiz Abdullah Ibn Muhammad Ibn Abi Shaybah Ibrahim Ibn Uthman Ibn Abi Bakr Ibn Abi Shaybah Al-Kufi, who died in the year 235 AH, compiled by Ibn Abi Shaybah in Hadiths and Antiquities, the Office of Studies and Research in Dar Al-Fikr, Sunnah of Known Knowledge, Chapter on Marriage without a Guardian, C 2 p. 458.

[31] عبد اللہ بن عباس، المتوفی 68ھ، فقہ عبد اللہ بن عباس ص801۔

Abdullah bin Abbas, the deceased in 68 AH, Abdullah bin Abbas jurisprudence, pg. 801.

[32] ابی شیبہ، الحافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراھیم بن عثمان ابن أبي بكر بن أبي شيبة الكوفي، المتوفي سنة 235ھ، مصنف ابن أبي شيبہ في الاحاديث والاثار مكتب الدراسات والبحوث في دار الفكر، سن اشاعت نامعلوم، باب النكاح بغير ولي، ج2 ص458۔

Abi Shaybah, Al-Hafiz Abdullah Ibn Muhammad Ibn Abi Shaybah Ibrahim Ibn Uthman Ibn Abi Bakr Ibn Abi Shaybah Al-Kufi, who died in the year 235, the Office of Studies and Research in Dar Al-Fikr, Sunnah of Known Knowledge, Chapter on Marriage without a Guardian, C 2 p. 458.

[33] ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد بن رشد الاندلسی، المتوفی 595ھ، بدایۃ المجتہد، الناشر مکتبہ ابن تیمیہ، ج2 ص7۔

Ibn Rushd, Muhammad ibn Ahmad ibn Muhammad ibn Rushd al-Andalusi, who died in 595 AH, The Beginning of the Mujtahid, the publisher, Ibn Taymiyyah Library, Part 2, p.

[34] شافعی، محمد بن ادریس، المتوفی 204ھ، کتاب الام، الناشر دارالوفاء، ج5 ص13۔

[35] المقدسی، ابو محمد عبداللہ بن قدامہ، المتوفی 620ھ، المغنی، الناشر دار العلم الکتب، سن اشاعت نامعلوم۔

Al-Maqdisi, Abu Muhammad Abdullah bin Qudamah, who died in 620 AH, Al-Mughni, the publisher, Dar Al-Alam Al-Kutub, the age of popular rumors.

[36] حسن بصری، المتوفی 110ھ، موسوعہ فقہ حسن بصری، مکتبہ و سن اشاعت نامعلوم، ص879۔

Hassan Basri, who died in 110 AH, Hassan Basri's Encyclopedia of Jurisprudence, his office and Sunnah Publications, p. 879.

[37] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، المتوفی 275ھ، سنن ابی داؤد، مکتبہ العصریہ، بیروت، سن اشاعت نامعلوم، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ولا یستامر۔

Suleiman bin Ashath al-Sijistani, Sunan Abi Daoud, Beirut, Sunnah Isha'at Namlum, The Book of Marriage, Chapter on a Virgin Married by Her Father and Not Consummated.

[38] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، المتوفی 275ھ، سنن ابی داؤد، مکتبہ العصریہ، بیروت، سن اشاعت نامعلوم، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ولا یستامر۔

Abu Dawood, Sunan Abi Daoud, Al-Asriyya Library, Beirut, Sunnah Isha'at Namlum, The Book of Marriage, Chapter on a Virgin Married by Her Father and Not Consummated.

[39] بخاری، ابو عبداللہ محمد ابن اسماعیل، المتوفیٰ 256ھ، الجامع المسند الصحیح، المختصر من اہم امور رسول اللہ، مکتبہ دار طوق النجاط 1422ھ، کتاب الاکراہ باب لا یجوز نکاح المکرہ۔

[40] بخاری، ابو عبداللہ محمد ابن اسماعیل، المتوفیٰ 256ھ، الجامع المسند الصحیح، المختصر من اہم امور رسول اللہ، مکتبہ دار طوق النجاط 1422ھ، کتاب الاکراہ باب لا یجوز نکاح المکرہ۔

[41] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، المتوفی 275ھ، سنن ابی داؤد، مکتبہ العصریہ، بیروت، سن اشاعت نامعلوم، کتاب النکاح، باب فی البکر یزوجھا ابوھا ولا یستامر۔

Abu Dawood, Suleiman bin Ashath al-Sijistani, deceased 275 AH, Sunan Abi Daoud, Al-Asriyya Library, Beirut, Sunnah Isha'at Namlum, The Book of Marriage, Chapter on a Virgin Married by Her Father and Not Consummated.

[42] نسائی، ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی، المتوفی 302ھ، سنن نسائی، دار الفکر۔بیروت، سن اشاعت نامعلوم، کتاب النکاح، باب البکر یزوجھا ابوھا وھی کارھۃ۔

Women, Abi Abd al-Rahman Ahmad bin Shuaib bin Ali, deceased 302 AH, Sunan Nasa'i, Dar Al-Fikr - Beirut, Sunnah, Nam-Malum, The Book of Marriage, Bab Al-Bakr, her father marries her while she is a hater.

[43] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، التوفی 273ھ، سنن ابن ماجہ، دار الفکر۔بیروت، سن اشاعت نامعلوم، کتاب النکاح، باب من زوج ابنتہ وھی کارھۃ۔

[44] ابن نجیم، المصری زین الدین بن ابراہیم بن محمد، التوفی 271ھ، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، مکتبہ دار الکتاب الاسلامیین، سن اشاعت نامعلوم، کتاب النکاح، باب الاولیاء والاکفاء، ج8ص157۔

Ibn Najim, the Egyptian Zain al-Din ibn Ibrahim ibn Muhammad, who died in the year 271 AH, al-Bahr al-Ra'iq explaining the treasure of minutes, the office of Dar al-Kitab al-Islamiyyin, the age of rumors of knowledge, the book of marriage, the chapter of the saints and the matched, vol. 8, p. 157.

[45] مرغینانی، ابو الحسن برھان الدین علی بن ابی بکر الفرغانی، التوفی 593ھ، الھدایہ فی شرح بدایۃ المبتدی، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان، سن اشاعت نامعلوم۔

Marghanani, Abu al-Hasan Burhan al-Din Ali ibn Abi Bakr al-Fara'ani, who died in 593 AH, al-Hidayah in explaining the beginning of al-Mubtadi, Darahya al-Turath al-Arabiyyah, Beirut, Lebanon, a well-known publication.

[46] السرخسي، محمد بن احمد بن ابی سھل شمس الائمہ، التوفی:4ھ، المبسوط، دار المعرفۃ۔بیروت الطبعہ، بدون طبعۃ تاریخ النشر:1414ھ، کتاب النکاح، باب نکاح الصغیر والصغیرۃ، ج5ص5۔6

[47] ابن عابدین، محمد امین الشامی، التوفی 1252ھ، حاشیہ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، دار الفکر بیروت۔لبنان، سن اشاعت نامعلوم، باب الولی، ج3ص73۔

[48] حصکفی، علاؤالدین محمد بن علی محمد، التوفی:1088ھ، الدر المختار شرح تنویر الابصار وجامع البحار، مکتبہ دار العلمیہ 1423ھ، ج2ص296۔

Khasfi, Ala Al-Din Muhammad bin Ali Muhammad, the deceased: 1088 AH, Al-Durr Al-Mukhtar, Sharh Tanweer Al-Absar, and Jami Al-Bahar, Dar Al-Alamiya Library 1423 AH, Part 2, p. 296.

[49] القران الکریم، سورۃ البقرہ:221۔

The Holy Qur'an, Surah Al-Baqarah: 221.

[50] القرطبی، بوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرح انصاری، التوفی 671ھ، الجامع الاحکام القرآن، مکتبہ و سن اشاعت نامعلوم، ج3ص49۔

Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed bin Abu Bakr bin Farah Ansari, who died in 671 AH, Al-Jami Al-Ahkam Al-Qur'an, his office and the Sunnah of Public Prosecutions, volume 3, p. 49.

[51] دریابادی، عبد الماجد، التوفی 1289ھ، تفسیر ماجدی، مطبع تاج کمپنی، دسمبر 1944ء، ص۸۹۔

Diryabadi, Abdul Majid, who died in 1289 AH, Majidi's interpretation, Taj Company Press, December 1944, p. 89.

[52] پانی پتی، قاضی ثناء اللہ حنفی، التوفی 1225ھ، تفسیر مظہری مکتبہ و سن اشاعت نامعلوم، ج1ص458۔

Pani Peti, Judge Thana Allah Hanafi, died in 1225 AH, the interpretation of Mazhari, his office and the age of popular rumors, volume 1, p. 458.

[53] القران الکریم، سورۃ البقرہ:232۔

The Holy Qur'an, Surah Al-Baqarah: 232.

[54] امام بغوی، حسین بن مسعود، المتوفی 516ھ، تفسیر معالم التنزیل مکتبہ وسن اشاعت نامعلوم، ج2ص112۔

[55] ابن حجر، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن آحمد، الکنانی الشافعی المصری۔ المتوفی 852ھ، فتح الباری شرح صحیح بخاری، مکتبہ وسن اشاعت نامعلوم، ج9ص94۔

Ibn Hajar, Ahmed bin Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Ali bin Ahmed, al-Kinani al-Shafi'i al-Masri, who died in 852 AH, Fath al-Bari, Sharh Sahih al-Bukhari, his office and Sunnah, part 9, p. 94.

[56] القرطبی، بوعبد اللہ محمد بن احمد بن ابو بکر بن فَرَح انصاری، المتوفیٰ 671ھ، الجامع الاحکام القرآن، مکتبہ وسن اشاعت نامعلوم، ج3ص49۔

Al-Qurtubi, Abu Abdullah Muhammad bin Ahmed bin Abu Bakr bin Farah Ansari, who died in 671 AH, Al-Jami Al-Ahkam Al-Qur'an, his office and the Sunnah of Public Prosecutions, volume 3, p. 49.

[57] ابنِ حجر، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد، الشافعی المتوفی 852ھ، بلوغ المرام علی ادلۃ الاحکام، مکتبہ وسن اشاعت نامعلوم۔

Ibn Hajar, Ahmad bin Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Ali bin Ahmad, al-Shafi'i, who died in 852 AH, the attainment of Maram Ali, the evidence of rulings, his office and the age of popular rumors.

[58] بیھقی، ابو بکر احمد بن الحسین، المتوفی 458ھ، السنن الکبریٰ، مکتبہ دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان، 1424ھ، باب الصغر لاَ نکاح اِلاَّ بولي، ج7 ص111۔

Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Al-Hussein, who died in 458 AH, The Great Sunnah, Dar Al-Alamiah Library, Beirut, Lebanon, 1424 AH, Chapter: There is no marriage without a guardian, vol. 7, p. 111.

[59] القران الکریم، سورۃ النساء:3۔4۔

The Noble Qur'an, Surah An-Nisa: 3 .4.

[60] نسائی، ابی عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی المتوفی 302ھ، سنن نسائی،، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان الطبعۃ الاولی 1411ھ، کتاب النکاح، باب البکر یزوجھا ابوھا وھی کارھۃ۔

[61] ابنِ حجر، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد، الشافعی المتوفی 852ھ، بلوغ المرام علی ادلۃ الاحکام، مکتبہ وسن اشاعت نامعلوم۔

Ibn Hajar, Ahmad bin Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Ali bin Ahmad, al-Shafi'i, who died in 852 AH, the attainment of Maram Ali, the evidence of rulings, his office and the age of popular rumors.

[62] ابنِ حجر، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد، الشافعی المتوفی 852ھ، بلوغ المرام علی ادلۃ الاحکام، مکتبہ و سن اشاعت نامعلوم۔

Ibn Hajar, Ahmad bin Ali bin Muhammad bin Muhammad bin Ali bin Ahmad, al-Shafi'i, who died in 852 AH, the attainment of Maram Ali, the evidence of rulings, his office and the age of popular rumors.

[63] ابن حنبل، الامام ابی عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، المتوفی 241ھ، المسند امام احمد،

Ibn Hanbal, Imam Abi Abdullah Ahmad bin Muhammad bin Hanbal Al-Shaibani, who died in 241 AH, Al-Musnad Imam Ahmad,

[64] بیھقی، ابو بکر احمد بن الحسین، المتوفی 458ھ، السنن الکبریٰ، مکتبہ دار لکتب العلمیہ بیروت لبنان، 1424ھ، باب الصغر لاَ نکاح اِلاَّ بولي، ج 7 ص 111۔

Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad bin Al-Hussein, who died in 458 AH, The Great Sunnah, Dar Al-Alamiah Library, Beirut, Lebanon, 1424 AH, Chapter: There is no marriage without a guardian, vol. 7, p. 111.

[65] ابو الحسن علی بن عمر، المتوفی 385ھ السنن دار قطنی، مکتبہ و سن اشاعت نامعلوم، کتاب النکاح، ج 3 ص 234۔

[66] القران الکریم، سورۃ البقرہ: 234۔

The Holy Qur'an, Surah Al-Baqarah: 234.

[67] القران الکریم، سورۃ البقرہ: 230۔

The Holy Qur'an, Surah Al-Baqarah: 230.

[68] القران الکریم، سورۃ البقرہ: 232۔

The Holy Quran, Sorq al -Qaraf: A

[69] حافظ زیلعی، ابو محمد عبداللہ بن یوسف جمال الدین زیلعی المتوفی 762ھ، نصب الرایہ، دار البشائر الِاسلامیہ بیروت، سن اشاعت نامعلوم، ج ۳ ص ۱۸۲۔

[70] حافظ زیلعی، ابو محمد عبداللہ بن یوسف جمال الدین زیلعی المتوفی 762ھ، نصب الرایہ، دار البشائر الِاسلامیہ بیروت، سن اشاعت نامعلوم، ج ۳ ص ۱۸۲۔

[71] حافظ زیلعی، ابو محمد عبداللہ بن یوسف جمال الدین زیلعی المتوفی 762ھ، نصب الرایہ، دار البشائر الِاسلامیہ بیروت، سن اشاعت نامعلوم، ج ۳ ص ۱۸۲۔

[72] کوڈ آف اسلامک لاء 1993 شائع کردہ کشمیر ٹائمز ٹمپل روڈ لاہور صفحہ 23، بحوالہ "پسند کی شادی اور اسلام اور قانون" مؤلف، ظفر علی راجا"۔

Code of Islamic Law 1993 Published in Kashmir Times Temple Road Lahore page 23, with reference to "Marriage of Choice and Islam and Law" Author, Zafar Ali Raja.

[73] 1990 اسلامک لاء جرنل 75، بحوالہ "پسند کی شادی اور اسلام اور قانون "مؤلف، ظفر علی راجا"۔

1990Islamic Law Journal 75, quoting "Marriage of Choice and Islam and the Law" Author, Zafar Ali Raja.

[74] این ایل آر 1995 ایس ڈی 175، بحوالہ "پسند کی شادی اور اسلام اور قانون "مؤلف، ظفر علی راجا"۔

NLR 1995 SD 175, quoting "Marriage of Choice and Islam and Law" Author, Zafar Ali Raja.

[75] اے ائی آر 1940 پشاور صفحہ 2۔3، بحوالہ "پسند کی شادی اور اسلام اور قانون "مؤلف، ظفر علی راجا"۔

AIR 1940 Peshawar page 2.3, with reference to "marriage of choice and Islam and law" Author, Zafar Ali Raja.

[76] روزنامہ نوئے وقت 6 مارچ 1997، بحوالہ "پسند کی شادی اور اسلام اور قانون "مؤلف، ظفر علی راجا"۔

Daily Nuye Waqt 6th March 1997, with reference to "marriage of choice and Islam and law" Author, Zafar Ali Raja.

[77] صائمہ کیس 1997 جسٹس ملک قیوم۔ پیراجات نمبر 1 تا 5، بحوالہ "پسند کی شادی اور اسلام اور قانون "مؤلف، ظفر علی راجا"۔

Saima Case 1997 Justice Malik Qayyum – Cases No. 1 to 5, with reference to "Marriage of Choice and Islam and Law" Author, Zafar Ali Raja.

[78] پی ایل دی 1981 ایف ایس سی صفحہ 308، بحوالہ "پسند کی شادی اور اسلام اور قانون "مؤلف، ظفر علی راجا"۔

PIL D 1981, FSC, pg. 308, in the text "Psanad Ki Shadi or Islam or Qanun" Author, Zafar Ali Raja.